تفسیر احمد

سُورَةُ النَّبَإِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «النباء» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة النبا

یه سورت مکّه میں نازل هوئی ہے ، اس کی چالیس آیتیں هیں

مقدمہ:

قرآن عظیم الشان رب تعالی کی کتاب اور ہمیشہ رہنے والاسب سے بڑا معجزه هے، رب تعالی کا سب سے آخری پیغام پہنچانے والا اور آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے ۔

قرآن کریم وه کتاب هے جس کے نورانی صفحوں پر گرد وغبار کی دهول نهیں بیٹھ سکتی ، اور نه هی وقت گذرنے کے ساتھ پرانا اوربیکارا هوگا ، بلکه هرگذرتے وقت کے ساتھ اس کے علوم ومعارف واضح هوتےجائیں گے، قرآن کریم امت اسلامیه کے لیے ایک پختہ قانون هے، اور اسی وجه سے پوری تاریخ میں دشمنوں نے طرح طرح کی شیطانی سازشوں سے امت اسلامیه کو اس کی حیات بخش تعلیمات سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے ، اور انسانیت کوسُدهار نے والی اس کتاب سے انسان کو الگ تهلگ رکهنے کی سازش کی هے۔

لیکن ان کی سرتوڑ اور مسلسل کوششوں کے باوجود قرآن کریم تمام تر انقلابات اور تحریکوں اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا سرچشمه رہا، اور اس کی نورانی آیات کی چمک نے وقت کے چمگادڑوں کی آنکھوں کو خیره کیاهے۔

قرآن کریم کی روشنی همارے لِیے امید کی کرن هے {إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ} ترجمہ: یه قرآن وه راسته دکها تاهے جو سب سے سیدها هے ۔

قرآن کریم جتنی روشنی کوئی اور ذریعه نهیں دے سکتا، جس سے انسانی دل منورهوجائے، کوئ اور عمل قرآن کریم کی طرح انسانی اخلاق کو سُدهار نهیں سکتا، قرآن عظیم همیں صحیح اور صحت مند طرز زندگی سکها تاهے، اور صحیح سیدها راسته دکهاتاهے، "اللّٰهُمَّ نَوِّرقُلوبَنا بِالقُرآن" آمین یا رب العالمین ۔

محترم قارئین:

قرآن کریم کا تیسواں پاره جس کی اکثر سورتیں تقریبا بالاتفاق مکی ہیں، اس میں سب سے اہم مسئلہ جو بیان ہوا ہے وہ قیامت کا مسئلہ ہے، اور قیامت کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

دن انسانی حالات کی تشریح وتفصیل بیان کی گئ ہے، یہ اس لئے کہ انسان کی اصلاح کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ وہ اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ ایک دن حساب کتاب بھی ہے۔

اور ایسی عدالتیں بھی موجود ھیں جن کے قاضی اورجج پر کوئی چیز پوشیدہ نهیں ھے، ایسی عدالت ھے جهاں نه ظلم ہوگا اور نہ نا انصافی هوگی ، او ر نه ہی کسی غلطی کی گنجائش ھے ، نه وهاں کوئی سفارش اور رشوت کار آمد ھے، اور نه جهوٹ بولنا ممکن ھے اور نه ھی کسی بات سے انکار کرنا۔

مطلب یہ کہ وهاں عذاب کے چنگل سے بهاگنے کا کوئی راسته نهیں ھے ، نجات کا راسته گناهوں کو چهوڑ نے میں ھے۔

ایسی عدالت کے وجود پر ایمان لانا انسان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے ، اور سوئی ہوئی روحوں کو جگادیتا ہے ، یہ انسانوں میں تقوی و عزم اور احساس ذمہ داری کو زنده کر دیتا ہے، اور اسے اپنے منصب کی پہچان اور اس کی اہمیت کا احساس دلاتاہے۔

کسی ملک اور معاشرے میں بگاڑپیدا ہونے کے بنیادی اسباب دوہی ہوسکتے ہیں:

(1) پولیس اور دیگر اداروں کی کمزوری ۔

(2) یاعدلیه کی کمزوری۔

اگرنگرانی کرنے والے یعنی: پولیس وغیره ذمه داران هوشیار وتیزنظرهوں که لوگوں کی درست نگرانی کریں، اور مجرموں کے جرائم کی چهان بین کریں، اسی طرح عدلیہ بھی اپنے فرائض بخوبی انجام دے که کوئی جرم اور مجرم بغیر سزا کے نه رهے، ایسے ماحول میں بدعنوانی ، سرکشی جرائم اور بغاوتیں کم سے کم هوجائیگی۔

جب مادی زندگی اپنے محافظوں اور عدالتوں کے زیرنگرانی ایسی هو، پهر وهاں انسان کا کردار اور عمل صحیح راه پرآجاتاہے ، تو اگر ایسی ذات کے وجود پر ایمان لانا جومبدی ہے، یعنی جس نے پیدا کیاہے اور جوهرجگه اس کے ساتھ ھے (لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ) ذره بهر کے اندازے سے کوئی بھی چیز اس کے علم سے مخفی نهیں ھے، (سوره سبأ- 3)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جومعادی ہے: یعنی آخرت میں دوبارہ زندہ کرنے والا، اس کےوجود پر ایمان که جہاں اعمال کے بارے میں فرمایا: (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝) ترجمہ: جس نے ذره بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا (وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝) ترجمہ: اور جس نے ذره بھر بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا(سوره زلزال : 7-8).

الله کی ان دونوں صفات پر ایمان انسان کو هرقسم کے گناه سے اسی طرح روکتاهے جس طرح مستعد پولیس اور عدلیه کا خوف انسان کوجرائم سے روکتاهے ، جبکه الله کی نگرانی تو دنیا کے اداروں کی بنسبت اور بهی بهت اعلی هے ، کہ جہاں اچھے اور برے اعمال ایک لمحے کے لیے بهی نهیں بھلائے جائیں گے، بلکه اس کے سامنے انہیں پیش کیاجائیگا، الله تعالی پر اس طرح کا ایمان انسان کو ایسا متقی اور متدین بنادیتاهے که زندگی بهر اسے خیر وبهلائی کے راستے پرچلاتاہے .

تیسویں پاره میں دوسرا محور جوکه واقعتا قابل غور وفکرهے وہ ہے اپنے پیغمبرکی تائیدونصرت، اس مضبوط وفیصله کن تائید ونصرت کو آپ سوره ضحی ، سوره انشراح اور سوره کوثر سوره علق اور دیگر بے شمارسورتوں میں دیکھیں گے، هم دیکھتے هیں کہ الله تعالی سورت "والضحی" میں اپنے نبی کی مدد ونصرت کا اعلان فرماتے هیں، که هرگز اپنے نبی کو تنہا نهیں چھوڑا.

دوسرا زیر بحث مسئله تیسویں پاره میں جو قابل ذکرهے، مشرکوں ، کافروں اور جھوٹوں کے خلاف رب تعالی کی قدرت وطاقت کا تذکره ہے اور یہ کہ وه لوگ اپنی منزل تک کبھی نهیں پهنچ سکیں گے، هم جانتے هیں که پیغمبرصلی الله علیه وسلم مکّه میں بظاهر ضعف کی حالت میں تهے، لیکن ان مکّی سورتوں میں خدا تبارک وتعالی کافروں اور مشرکوں کو هرقسم کی تنبیہات اور ڈانٹ ڈپٹ دیتا اور انہیں ڈراتاهے، ان تنبیهات اور دهمکیوں کی ایک جهلک هم سوره همزه میں دیکھتے هیں (وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝) اور سوره مطففین میں دیکھیں: (وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝) (ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی هے) نیز سوره لهب میں (تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝) (ابولهب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو) یاسوره علق میں دیکھتے هیں که رب تعالی تنبیه فرماتے هیں: (كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۝ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝) (ترجمه: دیکھواگر وه باز نه آئے گا ، تو هم (اس کے) پیشانی کی بال پکڑکر گھسیٹیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

گے) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴿١٦﴾ (ترجمه: یعنی اس جهوٹے خطا کار کی پیشانی کے بال) ۔

لهذا یه سورتیں نبی صلی الله علیه وسلم اور مؤمنین کے ذهنی اور روحانی تقویت کا سب سے اهم ذریعه هیں، مکّه کے اس سخت ماحول میں یه مؤمنین کے لیے امن اور روحانی تقویت کا باعث بن گئیں، جو که همه وقت هرزمان ومکان میں ان آیات اور سورتوں کی تلاوت میں مشغول رهتے۔

لهذا تیسویں پاره کی سورتوں کا مقصد بهی توحید اور قیامت کے مراحل کے بارے میں یقین کو مضبوط کرنے، اور روحانی ومعنوی بنیاد کی رُو سے انسان کے تعلق کو خدا کے ساتھ تقویت پہنچانے میں یہ سورتیں نهایت مفید ومؤثر هیں۔

هم امید رکھتے هیں که ان سورتوں کی تفسیر وترجمه جوعلمی وتحقیقاتی مقالوں کی شکل میں تفسیر احمد کے عنوان کے تحت تیسویں پاره کی تفسیر مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، یہ تفسیر ان شا ءالله آپ کو ایک بهترین موقع مهیا کرے گی که آپ معزز ومحترم حضرات ان قرآنی معلومات سے مستفید هوسکیں۔

الله تعالی سے دعاہے کہ(رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ﴿﴾ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴿٨﴾) ترجمه: اے پروردگار جب تونے همیں هدایت بخشی هے تو اس کے بعد همارے دلوں میں کجی نه پیدا کردیجیو اور همیں اپنے هاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والاهے ،(آل عمران: 8)۔

وجه تسمیه:

سوره عمَّ مکہ میں نازل ہوئی ہے، اور سورۀ"نبأ" سے موسوم ہے کیونکہ رب تعالیٰ کے اس فرمان (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿١﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿٢﴾) سے اس کا آغاز ہوا ہے ، کہ اس سے مراد قیامت کا دن هے ، اور سورۀ "عمَّ" اور "نبأ" سے مشہور ہے ۔

اس سورت کی مبارک آ یات کا مرکزی محور دنیا پر اس حاکم کی حکیمانہ نظام کی دلیل اور جزا و سزا کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے قیامت کا برپا ہونا حکمت الٰہی کا ضروری تقاضا ہے ، اس کے بغیر انسان کے وجود کو عبث اوربے مقصدسمجها جاتا ہے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس سورت کا عمومی خلاصہ قیامت کے اعتقاد کے ثبوت کے گرد گھومتا ہے ، جس کا مشرکین عرصہ دراز سے انکار کر رہے تھے ۔

سورة النبأ کا سورت مرسلات کے ساتھ ربط و مناسبت :

الف: دونوں سورتوں کی مماثلت دوبارہ زندہ ہونے اور اس کے دلائل کے اثبات، اور رب تعالیٰ کی قدرت کے بیان میں اور کافروں، جھوٹوں، اورمنکروں کی مذمت کے بارے میں ہے، (مرسلات: 16 - 20- 25)،(نبأ:6 تا 16)

ب: جنت اور جہنم کے بیان میں دونوں سورتوں کی مشترکات ، اور پرہیز گاروں کے انعامات ، اور کافروں کے انجام ، اور قیامت کے بیان میں ۔

ج:ان آیات کی وضاحت اور تفصیل جو پچھلی سورت میں اجما لاً ذکر ہوا ہے ، (مرسلات: 12 تا 14)، (نبأ: 17 سے آخر تک)

سورة النبأ کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد :

سورة النبا قرآن کریم کے تیسویں پارہ کا آغازهے ، یه مکی سورتوں میں سے ہے جس کے دو رکوع اور چالیس آیتیں هیں۔

اور ایک سو چوهتر (۱۷۴) الفاظ هیں ، آٹھ سو ایک حرف هیں ، اور تین سوتریسٹھ نقطے هیں، (واضح رہے کہ قرآن پاک کی سورتوں میں حروف کی گنتی کے حوالے سے علما ٔ کی آراءمختلف ہیں ، اس موضوع کی تفصیل کے لیے آپ سورة الطور تفسیر احمد کی طرف رجوع کر سکتے ہیں)

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ :

اس سورت کا نام دوسری آیت میں دی گئ تعبیر وتشریح کی وجه سے هے۔

اور اس سورت کو پهلی آیت کی مناسبت سے "سوره عمّ" بھی کہا جاتاهے ۔

سورة النبأ کا سبب نزول :

عالم اسلام کے مشهور ومعروف مفسّرومؤرخ محمد بن جریر طبری اور مسلمانون کے معروف محدث ابن أبی حاتم حسن سے روایت کرتے هیں که: پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم جب رسالت کے ساتھ مبعوث هوئے اورمکه والوں کو رب تعالی کی وحدانیت کی طرف دعوت دینے لگے، اور مرنے کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعد دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنے کے بارے میں بتایا، اور ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کی تو کفار مکہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔

محمد کو کیا ہوگیاھے ؟ وہ کیا چیز اپنے ساتھ لایاھے ؟ پھر رب نے یہ آیت نازل فرمائی، (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (ترجمہ: (کفار) کس چیزکے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے ھیں؟) عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾) (ترجمہ: ایک عظیم واقعہ اورحادثہ کے بارے میں سوال کرتے ھیں) اور ان کے سوالات کا جواب دے دیا۔

سورۃ النبأ کے مشتملات:

یہ کہنا ضروری ہے کہ :قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورتوں کا آغاز دلکش باتوں سے کیا ہے ، اور پھر اصل موضوع میں داخل ہوتا ہے ، سورۃالنبأمیں بھی اللہ تعالیٰ کافروں کے سوال سے اس کا آغاز فرما تا ہے ۔

اس ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ : سورۃ النبأ تیسویں پارے کا نچوڑ ہے ، لہٰذا اگر انسان ان علوم کو سمجھ لے درست طریقے سے جس کا ذکر سورۃ النبأ میں ہوا ہے تو تیسویں پارے کا خلاصہ بخوبی جان لے گا ۔

لہٰذا اس سورت کے مشتملات کا ذیل میں دئیے گئے چند نکات میں خلاصہ بیان کیا جا سکتاھے:

۱- اس سورہ شریف کا آغاز قیامت ، حشر اور جزا و سزا کے احوال سے ہوا ہے ، ایک ایسا موضوع جس نے مکہ کے بہت سے کافروں کے ذہنوں پر قبضہ کر رکھا تھا ، البتہ مکہ کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے تھے،تصدیق اورتکذیب کرنے والے عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾) ۔

2- پھر زمین وآسمان اور انسانی زندگی میں خدا کی قدرت کے مظاھر کووقوع قیامت اور حشرکے لیے بطور دلیل پیش کرنا ۔

3- اس کے بعد مسئلہ بعثت کا ذکر کیا اور اس کا وقت اور تاریخ بتائی اور فرمایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اور حساب کے لیے اوّل و آخر کو جمع کرے گا ، (اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ﴿۱۸﴾)

(c) ketabton.com: The Digital Library

4- اس کے بعد جهنم اور باغی ا ور سرکشوں کے هولناک عذاب کے انواع کو بیان فرمایا جس کو عظیم رب نے کفار کے واسطے تیار کیا ہے ، (اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ۲۱ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ۙ۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۚ۲۳)

5- کفار پر بحث کرنے کے بعد متقیوں پر بحث کرتے ہوئے ان کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کی اقسام اور جنت کی نعمتیں بیان کی ہیں، (اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۙ۳۱ حَدَاۗىِٕقَ وَاَعْنَابًا ۙ۳۲ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ۳۳ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۭ۳۴)

6- آخر میں قریب الوقوع عذاب سے ڈرانا اور پھر کافروں کے عبرت ناک انجام کے بیان کے ساتھ سورت کا اختتام هوتاهے۔

ترجمه وتفسیر سورة النبا

عَمَّ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۚ۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۭ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ۴
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ
اَزْوَاجًا ۙ۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ۱۰ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ
مَعَاشًا ۙ۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۙ۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ
الْمُعْصِرٰتِ مَاۗءً ثَجَّاجًا ۙ۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۙ۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۭ۱۶ اِنَّ يَوْمَ
الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ۱۸ وَّفُتِحَتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ
اَبْوَابًا ۙ۱۹ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۭ۲۰ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ۙ۲۲ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ
اَحْقَابًا ۚ۲۳ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ۲۵ جَزَاۗءً
وِّفَاقًا ۭ۲۶ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۙ۲۷ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۭ۲۸ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۙ۲۹ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۚ۳۰ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۙ۳۱ حَدَاۗىِٕقَ
وَاَعْنَابًا ۙ۳۲ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ۳۳ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۭ۳۴ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا
كِذّٰبًا ۚ۳۵ جَزَاۗءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاۗءً حِسَابًا ۙ۳۶ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۚ۳۷ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ صَفًّا ۭ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۳۸ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا ۳۹ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ڂ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ
يٰلَيْتَــنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۴۰

(c) ketabton.com: The Digital Library

محترم قارئین:

آیات مبارکہ (1 تا 30) زنده ہونے کی خبر کے بارے میں ہیں ، اس کے دلائل کے اثبات ، قیامت کے دن کی خصوصیات اور اس کی نشانیاں ، اور عذاب کی قسمیں زیر بحث آئی ہیں ،

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١﴾	(کفار) کس چیزکے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے هیں؟ (١)

«عَمَّ » دوحرف (عَنْ اور مَا) سے مرکب هے، ما استفهام کیلئے آتاهے ، اس ترکیب میں الف "ما" سے ساقط هوگیاهے، اس کا ترجمہ ہے که: وه لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے هیں؟ پھر خودہی جواب دے دیا هے که : عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ(بڑے خبر کے بارے میں)

" يَتَسَآءَلُوْنَ" ایک دوسرے سے پوچتے هیں ، جب مکے کے کفار ومشرکین کو مبدا اورمعاد ، وحی اور نبوّت ، قیامت اور حساب وکتاب ، جنت اور دوزخ جیسے نئے موضوعات کا سامنا کرنا پڑا، تو کبھی شک اور تردد کی نگاه سے، اور کبھی مذاق کے طورپر ، اور کبھی استهزا ء کرکے ان موضوعات کے بارے میں ایک دوسرے سے بعض سوالات کرتے تھے، یهاں پر ان کا سوال یه تها که: کیا سچ میں قیامت کا وجود هے؟

عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ﴿٢﴾	ایک عظیم واقعه اورحادثه کے بارے میں سوال کرتے هیں (٢)

نبأ: مفسرین نے اس لفظ کی متعدد تفسیریں کی ہیں مثلا: قیامت، قرآن ، دین کے اصولی عقائد، لیکن مجموعه آیات میں موجود قرائن اس بات کی نشاندهی کرتے هیں که اس کی تفسیر قیامت پرسب سے اصح هے ، اس کا معنی یه هے که أهل مکّه خبرعظیم قیامت کے بارے میں کچھ سوال وجواب کرتے هیں، اور اس سے متعلق باهمی اختلاف رکھتے هیں۔

الَّذِيْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿٣﴾	که وه خود اس میں اختلاف کرتے هیں (٣)

« مُخْتَلِفُوْنَ » اختلاف کرنے والے، کچھ لوگ اسے قبول کرتے هیں ، اور کچھ اس کے بارے میں شکوک وشبهات کا شکارهیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابن عباس رضی الله عنه فرماتے هیں که جب قرآن عظیم الشأن کے نزول کا آغاز هوا تو کفار مکه اپنی محفلوں اور مجالس

میں بیٹه کر قیاس آرائیاں کرتے تهے، که قرآن کریم میں قیامت کو بڑی اهمیت کے ساته ذکر کیاگیاهے ، گویا که اهل مکه کے نزدیک وقوع قیامت ناممکنات میں سے تها، اس لیے قیامت کے متعلق بحث ومباحثے شدّ ومدّ کے ساته جاری رہتے تهے۔

کچه لوگ اس کی تصدیق کرتے تهے ، اور بعض لوگ اس کی تکذیب پر دلائل دیتے تهے ، اس لئے اس سورت کی ابتدا میں ان کی اس کیفیت وحالت کوبیان فرمایا، اور پهر اس کے وقوع پذیر هونے کوبیان فرمایا، اور وه لوگ اس کے آنے کی متعلق جو اشکالات رکهتے تهے ان کا جواب دیا۔

بعض مفسرین لکهتے هیں که : کفار کی یہ بحث ومباحثے اور سوال وجواب اس کے واقعیت کو جاننے کی تحقیق کے لیے نہیں، بلکه یہ سب کچھ بطور استهزا وتمسخر کے تها ، قرآن کریم نے اس کے جواب میں اس جمله کو تاکیدًا دوباره تکرار کے ساته ذکرکیا۔

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴﴾	ایسانهیں هے جس طرح کے مشرکین سمجهتے هیں "عنقریب وه جان لینگے" اس امر کی حقیقت کو (۴)

ایسا نهیں هے ، جیسا که مشرکین سمجهتے هیں، جلد هی انهیں اس خبر او ر اس معاملے کی حقیقت کا پته چل جائے گا، اور وه اپنے اعمال وافعال کی نحوست کو سمجه لیں گے، جب اهل قبور بیدارهوں گے، سینوں میں جو کچه چهپا هواهے ظاهرهوجائیگا، پردے هٹ جائیں گے، اور پوشیده چیزیں ظاهر هوجائیں گی، یه کفار کے لیے ایک سخت تنبیه، ڈانٹ ڈپٹ، اور سزا هے ، جسے نئے سِرے سے مبالغه اور تنبیه میں شدید سختی اختیارکرتے هوئے سزا اور وعید کو اس چونکا دینے والے تنبیه کے ساته پیش کیا جاتاهے۔

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾	پهربهی ایسا نهیں هے ،" بهت جلد جان لینگے"(۵)

یعنی : ان کے لیے هرگز مناسب نهیں هے که قرآن یا قیامت کے بار ے میں اختلاف کریں، اس لیے که قرآن کریم اور اس دین مبین کے عقائد حق

(c) ketabton.com: The Digital Library

پرھیں ؛ لھذا جولوگ ان کا انکار کرتے ھیں بھت جلد اپنی تکذیب کا انجام دیکھ لینگے، یعنی وہ دیکھیں گے کہ ان پر کیا عذاب اور ذلت آتی ہے۔

اس کے بعد الله تعالی نے عجیب وغریب چیزوں اور حیرت انگیز مظاھرکی تخلیق پراپنی قدرت عظیم کے چند مظاھر کا ذکر کیاھے، جو قیامت کے دن پراس کی قدرت کی دلیل ھے، اور ان عجائب ومظاھرکو الله تعالی اس طرح شمار کر کے بیان فرماتے ھیں، "کلاَّ " یہ تکرار تاکید کیلئے ہے ، ہر گز نہیں، ایسا نہیں ہے " سَيَعْلَمُوْنَ"ضرور جان لیں گے، اس سے مراد دوبارہ زندہ ہونے کے بعد اور قبروں سے باہر آنا ہے (ملاحظہ کریں "المصحف المیسر")۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًاۙ﴿۶﴾	کیاھم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا؟ (۶)

مھاد: مھد کے مادہ سے ہے ، نیچے بچھانے والے گدّے یا بچے کے پنگھوڑے اور جھولے کوکھتے ھیں ، اور جن جگہوں کو بچوں کا مھد کہا جاتا ہے وہ بھی اسی لفظ سے لیے گئے ہیں، زمین ایک ماں کی مانند ہے جس میں معلوم اور مقسوم رزق و روزی جمع کی گئی ہے ، اور یہ آفاق کی نشانیوں میں سے ہے، دوسرے لحاظ سے یہ حکمت کی طرف دعوت ہے، یہ انسانوں کی سوچ کو مخاطب کرتا ہے کہ تم دیکھو کیا ہم نے زمین کوتمھارا گھوارہ اور امن کی جگہ نہیں بنایا؟ اس میں زمین کی کُروی ہونے کی طرف اشارہ ہے، اگر زمین غیر کُروی ہوتی تو یہ امن و سکون کی جگہ نہ رہتی، اور دن رات کے معاملے میں بہت سے مسائل پیدا ہوتے ، کبھی انسان نعمتوں میں مشغول اور اس سے بے خبر رہتے ہیں، رب تعالیٰ ہمیں نعمتوں کی یاد دلاتا ہے تاکہ ہم شکر ادا کریں ، اور شیطان ملعون کے بہکاوے میں آکر ہم نعمتوں کو نہ بھولیں ، کیونکہ شیطان ہم سے نعمتوں کو بھلا دیتا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس نہیں ہے اس کی آرزوئیں دلاتا ہے تاکہ ہم موجودہ نعمتوں پر راضی اور شکر گزار نہ ہوں ۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًاۙ﴿۷﴾	اور پہاڑوں کو میخیں (۷)

پہاڑوں کو زمین کیلئے میخیں بنادیاھے تاکه آرام پکڑلے اور نه هلے ،"اَوْتَادًا"وہ میخیں جن سے زمین مستحکم رہتی ہے ، جیسے خیموں کو میخوں کے ذریعه مضبوط کیاجاتاھے، جی ہاں بالکل ! رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو ایک مضبوط اندازے کے ساتھ زمین میں پھیلا دیا ہے ، اور اس کے درمیان میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور چاروں کناروں پر ٹھیک طریقے سے اور حسن تدبیر کے ساتھ مستقر کیا ہے ، "التسهيل"میں لکھا ہے کہ :پہاڑوں کو میخوں سے تشبیہ دی ہے ؛ اس لیے کہ زمین کی حفاظت کرتے ہیں اور لرزنے نہیں دیتے (التسهيل : 4/ 173).

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾	اورتم کوھم نے جوڑے بنایا (۸)

عورت کو دانا حساس طبیعت اور بہت زیادہ مهربان بنایا تاکه وه تعلیم وتربیت کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا کراس کو بام کمال تک پهنچادے .

خدانے عورت کو جوجمال الهی کا مظهر ھے پیدا کیا اور اسے آرام وسکون کا هم پله قرار دیا، تاکه گھر اور خاندان کے لوگوں کو اپنی همدردی ومهربانی کے سایه میں لائے، کیونکه مهربانی اورمحبت زندگی کی بقا کا ذریعه ھے۔

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾	اور تمهاری نیند کو تمهارے آرام وراحت کا ذریعه بنایا (۹)

طبیعی مسائل میں سے ایک مسئله نیند ھےنیند انسانی زندگی میں بڑی اهمیت کی حامل ھے، اگر کسی بھی وجه سے انسان کو نیند نه آئے تو ممکن ھے اس کا ذہنی توازن خراب ہوجائے، هرحالت میں انسان کو طبیعی طور پر نیند کی اشد ضرورت ھے، بلکہ نیند کا نه آنا انسان کےقلب کے رُک جانے اور موت واقع ہونے کا سبب بن سکتاھے۔

اسی لئے بعض لوگ کهتے هیں که انسان بھوک اور پیاس سے نهیں مرتا ، لیکن بے خوابی کی وجه سے مرسکتاھے، اس وجه سے رب تعالی کی نعمتوں میں سے ایک اهم نعمت نیند ھے ، بهترین نیند وه ھے جو سکون والی جگه میں ہو، اور سونے کی جگہ میں روشنی کم سے کم ہو۔

اس لحاظ سے قرآن کریم الله تعالی کی بڑی نشانیوں میں سے رات دن کی گردش اور آنے جانے کو بیان کرتاھے ، که استراحت اور کامل آرام کا موقع انسان کو میسر آتاھے، اور دن میں تلاش رزق و روزی اور کام کے مواقع فراهم کرتاھے .

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾	اور بنایا هم نے رات کو اوڑھنا

قرآن کریم نیند کی حقیقت کو جسم سے خروج روح انسانی سے تعبیر کرتاھے، اور کهتاھے که :

(c) ketabton.com: The Digital Library

(وَہُوَالَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ) خداتعالی وه ذات هے جورات کو تمهیں موت دیتاهے . (سوره انعام آیه: 60) نیز فرماتاهے :(اَللّٰہُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِہَا۝۰ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْہَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۝۰ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۝۴۲)

ترجمہ: خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرلیتاهے اور جو مرے نهیں (انکی روحیں) سوتے میں (قبض کرلیتاهے) پهرجن پر موت کا حکم هوچکا هوتاهے ان کو روک رکهتاهے، اور باقی روحوں کو ایک وقت مقررتک کے لئے چهوڑدیتاهے، جو لوگ فکر کرتے هیں ان کے لئے اس میں نشانیاں هیں (سوره زمر آیت: 42)۔

ان آیات میں اور بالخصوص آخری آیت میں موت کی حقیقت کی طرف اشاره کیا گیاهے، قرآن کے تجزیہ کے مطابق موت اور نیند ایک هی چیز هیں ، دونوں میں کوئی فرق نهیں هے ، اس کا معنی یه هے که موت اور نیند کی حقیقت یه هے که انسان کی جان مکمل طور پر انسانی جسم سے باہر نکل جائے، اس لحاظ سے نیند کی حالت میں بدن او روح کے درمیان جو تعلق هے وه بهی کسی حدتک ختم هوجاتاهے، موت یہ ہے کہ اللہ تعالی جان کو جسم سے نکال کر دوسری جگه لے جاتاهے ، جو که انسانی جسم سے باهر اور ایسی جگه ہے جسے اللہ تعالی اپنے پاس کا نام دیتاہے، البتہ موت اور نیند کے درمیان فرق یه هے که موت کی حالت میں جان اور جسم کا رابطه مکمل طورپر ختم هوجاتاهے ، هرقسم کا تعلق و رابطه بدن اور روح کے درمیان میں سے حذف هوجاتاهے ۔

اس حالت میں انسان کے بدن وجان میں کوئی تعلق باقی نهیں رهتا، اور جب روح انسانی جسم سے الگ هوجاتی هے ، تو دوباره پلٹنے کی اجازت نهیں پاتی، جهاں گئی هے وهاں پراس کو روک لیا جاتا ہے۔

لیکن نیند اس طرح هے که یه رابطه دوباره مکمل طور پر بحال هوجاتاهے، اور جان کو بدن کی طرف بهیجا جاتاهے، ، تا که انسانی حیات کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتی رہے ۔

قرآن کریم   ہر نیند کو موت کهتاهے کیونکہ اس میں   روح قبض هوتی هے، البتہ اس فرق کے ساتھ که موت کی حالت میں روح کو روک لیا جاتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، جبکہ نیند میں روح کو واپس کیاجاتاھے ، تاکه مقررہ وقت تک جسم کی رھنمائ کرے ۔

اس اعتبار سے نیند کی حقیقت کو موت کی طرح روح کا بدن سے خارج ھونا کھاجا سکتاھے،اس مناسبت سےنیند ایسی موت ھے جس کا دوام نھیں ھوتا، اور روح کے جسم میں دوبارہ آنےسے آدمی بیدار ھوجاتاھے ۔

اس وجه سے جاگ جانا روح کا بدن کی طرف دوبارہ واپسی ھے، جوبنده نیند میں ھو وہ کسی قسم کا اختیار اور تسلط اپنے جسم پر نھیں رکھتا، اور روح اورجسم میں وہ رابطه وتعلق نھیں رھتا، جوبیداری کی حالت میں ھوتا ھے ۔

اس کا مطلب یه ھے که روح اورجسم کے درمیان تعلق اندرونی نھیں، بلکه بیرونی ھے، یعنی جسم اور روح دو الگ الگ حیثیتیں رکھتی ہیں، جیسے کوئی شخص باھرسے کسی چیز یاجسم کی رھنمائی کرے ۔

وَّجَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشًا۱۱ۖ	اور بنایا هم نے دن کومعیشت کے واسطے

دن قرآن کریم میں ان اهم ترین مواضع میں سے ہے جس پر پر وردگار باعظمت نے دو سورتوں میں قسم کھائی ھے۔

(1) سورۃ الشمس کی آیت "3" وَالنَّہَارِ اِذَا جَلّٰىہَا۳ۙ" قسم ھے دن کی جب اس جھاں کو روشن کردے۔

(2) سورۃ اللیل کی آیت "۲ " میں (وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰى۲ۙ) قسم ھے دن کی جب اپنے ظھور سے دنیامیں اجالا کردے ۔

مفسرین لکھتے ھیں که نور اور روشنی پر ربّ تعالی کی قسم کھانے کا مقصد انسان کو اس کے بے شمار اور اہم فوائد کی طرف متوجه کرناھے، تاکه خدا تعالی کا شکر ادا کریں اور اس روشنی کے قدرکریں۔

دن پر قسم کھانا یه بتا تاھے که دن میں رب تعالی کی بڑی نعمتیں ھیں ، اگرھمیشه اندھیرا ھوتا تو خدا تعالی کی مخلوق کیلئے رزق کی تلاش مشکل ھوجاتی، اگر ھمیشه دن ھوتا تو پھر آرام وسکون اور راحت سے محروم ھوجاتے ، اس لئے دو سورتوں (اللیل والشمس) میں دن رات کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

موضوعات تکرار کے ساتھ مذکورہوئے ہیں ، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکمت کے لحاظ سے ان دونوں کی بہت بڑی اهمیت هے ۔

رب تعالي کا قسم کھانا قرآن مجید کے بیان کردہ اہم موضوعات میں سے ہے ۔

سورہ (الشمس اور اللیل) اس کے متعلق تفصیلی بحث اپنے مقام پر ہوگی، یہاں میں مختصرًا عرض کرنا چاھتاھوں۔

جوسورتیں قرأن عظیم الشان میں قسم سے شروع ھوئی ھیں ان کی اپنی ایک حیثیت ھے، مگرسوال یہ ہے کہ الله جل جلاله نے قسم کیوں کھائی ہے؟ اوریہ کہ طبیعی اشیاِء کی قسمیں کیوں کھائی ہیں؟

هم جب رب تعالی کی قسم کھاتے ھیں ، کھتے ھیں که قسم ھے خدا کی ، تو ہمارا مقصد کسی کو یقین دلانا ہوتاہے، مگر خدا جل الله جلاله کیوں قسم کھاتاہے ؟ رب کو تو قسم کھانے کی ضرورت نہیں ھے ۔

مفسرین اس کی وجہ لکھتے ھیں که قسم والے الفاظ اکثر وبیشتر مکی سورتوں میں نازل هوئے ہیں ، یہ سورتیں ایسی فضاء میں نازل هوئی ھیں که قرآن کریم جن افراد سے مخاطب ھے وہ لوگ قرآن کا انکار کرناچاھتے ھیں،اور کهتے ھیں که یه کلام الهی نهیں ھے، اور کهتے ھیں که یه پیغمبر نهیں ھے، اس لیے کہ رب تعالی بشر سے اپنا رابطه نهیں جوڑتا، انسان اس وقت قسم کھاتاھے جب منکر آدمی سے سامنا هوجائے، ورنہ توهمیں قسم کھانے کی کوئی ضرورت نهیں ہوتی، هم ایسے هی اپنی بات کرلیتے ھیں قسم نهیں کھاتے ، ہم اس وقت قسم کھاتےھیں جب ہم دیکھتے ھیں که سامنے والا بنده ہماری بات پر یقین نهیں رکھتا، یا ہماری بات کا انکار کرتاھے، یا یه که هماری بات کو سِرے سے اهمیت هی نهیں دیتا، تو قرآن کریم نازل هواھے اور اتراھے هماری عقل و فکر کو مدنظر رکھ کر ، یعنی الله تعالی نے اپنا کلام عظیم مخاطبین کی سمجھ بوجھ کی سطح کے مطابق اتا را ، اس لئے قرآن کریم چاهتاھے که اپنے مخاطبین سے رابطه بر قرار رکھے، اور انهیں اپنے زیر اثر رکھے، اور ان کے انکار واستبعاد جوکه وه کهتے ھیں خدا بشرسے رابطه نهیں جوڑتا ختم کردے، اس وجه سے خدا تعالی قسم کھا تاھے، قرآن کریم میں رب تعالی کے قسم کھانے کی وجوہات یهی ھیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا۝۱۲	اور بنائے هم نے تمهارے اوپر سات مضبوط آسمان (جوکه اپنی خلقت کے اعتبار سے بهت مضبوط هیں

ہم نےتمھارے سر کے اوپرآسمان کو ایسا بنایا کہ اس کی تعمیر میں کوئی کمی اور عیب نہیں ہے ، "سَبْعًا" سات ، یہ عدد تکثیر کے لیے ہے ، جو آسمان کے بہت سے دائروں اور کائنات کے بہت سے نظاموں اور کہکشاؤں کا مجموعہ ہے جن کا ایک مستحکم اور بڑا ڈھانچہ ہے ، یا اس سے مراد ایک حد ہے ، لیکن ہم جو ستاروں میں دیکھتے ہیں ان کا تعلق آسمان اوّل سے ہے جبکہ اس سے باہر چھ آسمان اور ہیں جو بشر کے علم سے باہر اور اس سے اوپر ہیں (ملاحظہ کریں : صافّات:6، فُصّلت:12) ۔

لفظ "شداد" : "محکم اور مضبوط" اسے اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ اس کی سر حدیں اتنی مضبوط ہیں کہ ان میں کوئی تبدیلی یا کوئی دوسرا تغییر واقع نہیں ہوگا، ان ان گنت ستاروں اور سیاروں میں سے کوئی بھی ان حدود کو عبور کرکے دوسروں سے ٹکرا کر آپ کے زمین پر نہیں گرے گا ، جیسا کہ سورۂ انبیا ء کی آیت "32" میں فرمایا : (وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا۝ وَّہُمْ عَنْ اٰیٰتِہَا مُعْرِضُوْنَ۝۳۲) ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور وہ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرنے والے ہیں ۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا۝۱۳	اور بنایا هم نے ایک چراغ چمکتاهوا (اس سے مراد سورج هے)

اس میں مستقل گرمی اور ہمیشہ کی روشنی ہے ، ایک خاص حساب و ترتیب سے حرکت کرتا ہے اور حکمت کے تحت روشنی دیتا ہے ، اوراللہ کی مقرر کردہ تقدیر کے ساتھ طلوع ہوتا ہے ، نہ اس کی رفتار اور حرکت میں کوئی خلل ہے، اور نہ طلوع و غروب میں بےترتیبی ہے، مفسرین کہتے ہیں کہ: اس کی روشنی بہت تیز دہکتی ہوئی اور بھڑکتی ہوئی ہے ۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا۝۱۴	اور اتارا هم نےنچڑنے والےبادل سے پانی کا ریلا

(c) ketabton.com: The Digital Library

الْمُعْصِرٰتِ: جمع مُعْصِر ، وہ بادل جس کے برسنے کا وقت آپہنچا ہو ، جب بادل ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے ہیں تو ان کا ایسا نظام بن جاتا ہے کہ خود کو دباتے ہیں جس کے نتیجے میں بارش برستی ہے ،(تفسیر: نمونہ)

ثَجَّاجًا: بہت زیادہ برسنے والا ، اور گرنے والا ، پے در پے برسنا (تفسیر نور:ترجمۂ معانی قرآن).

بادل کا ذکر قرآن میں

قرآن عظیم الشان نے بادل کے لیے مختلف الفاظ ذکرکیے ہیں جن میں چند حسب ذیل ہیں:

1- سحاب: "سحب" سے کھینچنے کے معنی میں هے، بادل کوسحاب کهتے هیں، اس لئے که آسمان میں هوا کے ذریعه اسےکهینچاجاتاهے، یا اس وجه سے که پانی کو اپنے ساتھ کهینچتے هوئے لیجاتاهے، سحاب بادل کا مطلق نام هے، برسنے والا بادل ہویا نه برسنے والا (مفردات ص: 399 سَحَب) یه لفظ (9) نو مرتبه قرآن کریم میں ذکر هوا هے، (البقرة آیت: 164) (الاعراف آیت: 57)، (رعد آیت: 12)، (نور آیت: 40) (نمل آیت: 88)، (روم آیت: 48)، (فاطر آیت: 44).

2- غمام: غم سے ہےکسی چیزکو ڈھانپنے کے معنی میں هے، بادل کو غمام اس لئے کہا جاتاهے کہ وہ سورج کی روشنی اور آسمان کو ڈھانپ لیتاهے، (مفردات ص: 613) "غمّ" یه کلمه قرآن کریم میں چارمرتبه آیاهے، (بقره آیات: 57 و 210)، (اعراف : 160)،(فرقان آیت: 25).

3- عارض: عرض سے هے کسی چیز کے ظاهر کرنے کو کهتے هیں ، اس لئے بادل کو عارض کها جاتاهے که یه انسان کی نظروں کے سامنے ظاهرو آشکار ہوتاهے ، یه کلمه دوجگه آیاہے (احقاف آیت: 24 – 46).

4- ظله: "ظلّ" سے ہے ،سایه کا معنی هے، اور سایه رکھنے والے بادلوں کو کهاجاتاهے ، (مفردات صفحه: 536 "ظلّ").

قران کریم میں یه لفظ عذاب لانے والے بادلوں کیلئے استعمال هواهے، یه لفظ دوبار مفرد کے طور پر آیاهے، (اعراف آیت: 171)، و(شعراء: 189) ، اور ایک بار جمع کے طور پر بقره کی(آیت: 210) میں آیاهے.

(c) ketabton.com: The Digital Library

5- "حاملات" حمل سے ھے بادل کو حاملات اس لئے کھاجاتاھے کہ اپنے ساتھ پانی اٹھا تاھے، (مفردات ص: 257) حمل: یہ لفظ ایک بار سورہ ذاریات آیت: 51 میں آیاھے۔

6- معصرات: عصر سے بمعنی نچوڑ نے کے ھے، (التحقیق، ج -8 ص : 146 عصر) اس سے مراد بارش والے بادل ھیں، ان بادلوں کو معصرات کھنے کی وجه یه ھے که بارش برسنے کے دوران ہوا ان بادلوں کو نچوڑتی ھے، بعض لوگوں کی رائے کے مطابق مُعصر اعصارسے ھے ، جوکه طوفان کے معنی میں ھے، اور ان بادلوں کو کھاجاتاھے جو طوفان کے ساتھ آجائیں ، (مفردات ص: 569)عصر پانی کےبڑے بڑے قطروں اور موسلا دھار بارش کے لیے استعمال ہوتاہے ، اور "ثَجَّاجًا" والی صفت (فراوان اور پے درپے کے معنی میں ھے) یه صفت قرآن کریم نے اس قسم کی بارشوں کیلئے استعمال کی ہے کہ جن کو اس طرح بادل لے آتے ھیں ، یه لفظ ایک ھی بار ذکر ھواھے ، آیت (14 سوره نبأ) .

7- مزن : چمکدار ، روشن اور پانی والے بادل کو کھتے ھیں، مفردات ص: 766 مزن).(القاموس المحیط جلد 2- ص : 1621 مزن) یہ کلمه صرف ایک بار سوره واقعه آیت: 69 میں ذکر ھواھے.

8- صَوب: اس کا معنی گرناھے ، بادل کے علاوه بارش پربھی اس کا اطلاق ھوتاھے، (مقاییس جلد 3 صفحه : 317 صوب) بعض نے اس کو بارش والے بادل کھا ھے، یه لفظ ایک بار سوره بقره آیت: 19 میں ذکر ھوا ھے.

9- سماء : "سموّ" سے ہے رفعت وبلندی کے معنی میں ھے یعنی ھرچیز سے اوپر، اس کا اطلاق ان بادلوں پر ھوتاھے ، جو انسان پرسایه فگن ہوتے ہیں، (الصحاح ، جلد 6، صفحه 2382 سمو)۔

بعض اس کا اطلاق بادل پر مجازً ا کرتے ھیں اور بعض حقیقی طورپر (مقاییس ج 3 ص: 98) "سمو" بعض کے مطابق آسمان مقصود ھے، سوره بقره کی(آیت: 22 ا)میں اس کا ذکر متعدد بار آیاھے۔

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا﴿۱۵﴾	تاکه نکالیں هم اس سے اناج اور سبزه

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی : اس بادل سے برسنے والے پانی کے ذریعے ہم نے زمین سے ایسے اناج اگائے جو تمھارے لئے قوت اورغذا ھے، جیسے: گندم ، جو وغیرہ ۔

نبات: اس سے مراد چوپایوں کا چارہ ، اور سارے کھائے جانے والے پودے ہیں-

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾	(تاکه هم اگائیں اس جاری پانی کے ذریعے)باغات لپٹے ہوئے اورگھنے (16)

لپٹے ہوئے باغات سے مراد ایسے گھنے باغات ہیں جو پھلوں سے گھرےہوئے ہوں ،یہ ایسی حکمت کے محتاج هیں که کسی چیز سے محروم نه هوں، اور ایسی رحمت خواهان هیں که تمام چیزیں کو اپنے اندر جگه دیں ، ایسے باغات هیں جن میں درخت بهت زیاده هوں اور ایک دوسرے سے ملے هوئے اور جڑے هوئے ہوں-

الله سبحانه وتعالٰی نے حشر ونشر کے وقوع پر واضح طور پر اپنی قدرت کامله پر دلالت کرنے والے دلائل ذکرکئے هیں، کیونکه جس خالق نےان اشیاء کی تخلیق فرمائی هے، وه مردوں کو دوباره زنده کرنے او ر قیامت اورحساب وکتاب پر بهی قادر هے ۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿١٧﴾	بیشک فیصلے کا دن ایک مقرروقت هے (17)

روز حساب اور لوگوں کے درمیان فیصلے کا دن خدا کے علم اور تقدیر میں ایک خاص اور معین وقت هے، اور اس میں کوئی تاخیر نهیں هوگی، قرطبی فرماتے هیں که: اس وجه سے "یوم الفصل" سے موسوم هے که الله تعالی اپنی مخلوق کے درمیان قطعی فیصله فرمائے گا جس میں وه اولین اور آخرین کو اکٹھا کرے گا ، (قرطبی : 19 / 173)

«یوم الفصل» کے بارے میں علماء کی مختلف آراء هیں :

1-اس دن اهل کفر اور اهل ایمان کےدرمیان فاصله بڑھے گا۔
2-اس دن لوگوں اور ان کے مظالم کے درمیان فاصله آئے گا۔
3-"یوم الفصل" کا دن بر حق هے ۔
4-اس دن لوگوں کو تمام چیزوں کی حقیقت معلوم هوجائے گی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

رب تعالی نعمتوں کے ذکر کے بعد "یوم الفصل" کے بارےبحث فرماتےھیں ، اس کی وجه یه ھے که خود کو دنیا کی نعمتوں میں مشغول نه رکھو، اور یه جان لو که دنیا کے بعد کیا معاملات آپ کے سامنے آئیں گے، اس کا مقصد انسان کی تنبیه ھے، پس قیامت ، یعنی : حق اور باطل کی جدائی کا دن ، مؤمنین اور غیر مؤمنین کی صف کے الگ ھونے کا دن ، یه آئے گا، یه میقات ھے ، یعنی یقینی اور لازمی ھے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾	جس دن پھونکا جائے صور میں پھر تم آؤگے فوج درفوج

صور: ایک نرسنگھا ھے، جو اسرافیل علیه السلام کے ذریعه پھونکا جائیگا، اور اس میں خوفناک آواز ھوگی، (پھرتم آؤگے فوج درفوج) یعنی : سب جماعت جماعت اور ٹولیوں کی شکل میں ھر اُمّت اپنے پیغمبر کےساتھ قبروں سے اٹھ کرمیدان حشر میں حساب وکتاب کیلئے جمع ھوجائے گی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی الله عنه سے حدیث مروی ہےکه : قیامت کے دن لوگ تین گروھوں میں تقسیم ھوجائینگے ، ایک گروه بھرے پیٹ کے ساتھ لباس میں ملبوس اپنے سواریوں میں سوار ھوکر میدان حشرمیں آئے گا، جب که دوسرا گروه پیدل چل کر میدان حشر میں حاضر ھوگا۔

تیسرا گروه چہرے کےبل کھنچتے ھوئے میدان حشر میں حاضر کیا جائے گا (مظھری نے نسائی اورحاکم وبیھقی کے حوالے سے روایت ذکرکی ھے)۔

بعض روایات میں "افواج" کی تشریح دس گروہوں سے کی گئی ہے یعنی دس قسم کے گروه ہوں گے، بعض نے کھا ھے که حاضرین میدان حشرمیں اپنے اعمال وکردار کے اعتبار سے بے شمار گروھوں میں تقسیم ھونگے، ان اقوال میں کسی بھی قسم کا کوئی تضاد نھیں ھے، سب میں تطبیق دی جاسکتی ہے۔

بعض علماء کھتے ھیں که "3" تین مرتبه صور پھونکا جائے گا:

1-پھلا نفخه : ڈر اور خوف ھے۔
2-دوسرا نفخه : موت ھے ، سب مرجائیں گے۔
3-تیسرا نفخه : موت کے بعد سب کا اٹھنا ھے۔

بعض علماء نفخات کی تعداد کو دو ھی شمار کرتے ھیں:

1-ڈر اور موت کا نفخه .
2-بیدار ھونے اور جاگنے کا نفخه .

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۱۹ۙ	اورکھولاجائیگا آسمان اور هونگے اس میں بے شمار دروازے (19)

جیسا که سوره انشقاق کی آیت (۱) میں فرمایا: «إذالسَّماء انشَقَّت» : چونکہ اس کا وقوع پذیر هونا یقینی هے، اس لیے ماضی کا صیغه "فُتِحَت " کے ساتھ بیان کیا گیاهے، یعنی آسمان میں بهت سارے دروازے کھل جائینگے تا که فرشتے ان سے نیچے اتریں۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا۲۰ؕ	اورچلائے جائینگے پهاڑ اور هوجائینگے چمکتے هوئے ریت کی طرح

« وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ» پهاڑاپنی جگه سے اکھڑکرحرکت کریں گے،" فَکَانَتْ سَرَابًا" اور پهاڑبھی سراب بن کر دکھائی دیں گے (سراب پانی جیسا دکھائی دیتاهے) یعنی: جیسا که انسان سراب کو پانی سمجھتا هے ، حالانکه وه پانی نهیں هوتا ، پهاڑ بهی ایسے هی هوں گے، یعنی: پهاڑ ایک شدید جھٹکے کے ساتھ اپنی جگه سے اکھڑ کر ریزه ریزه هوجائیں گے، اور هوا میں اڑائے جائینگے غبار کی طرح که دیکھنے والا یہ گمان کریگا که وه پهاڑ هے، حالانکه وه پهاڑ نهیں هونگے محض غبار هونگے۔

طبری کهتے هیں که: پهاڑبعد اس کے که ریزه ریزه هوجائیں گے اور گرد وغبار میں تبدیل هوجائیں گے ، دیکھنے والا اسےپانی هی سمجھے گا ، لیکن حقیقت میں وه گرد وغبار هوگی (طبری: 7/3)

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا۲۱ۙ	بیشک جهنم ایک گھات هے

یهاں جهنم سے مراد جسر جهنم هے، یعنی : پُل صراط، وهاں ثواب وعذاب کے فرشتوں کے دوگروه انتظارمیں هونگے، عذاب کے فرشتے جهنم والوں کو پکڑلیں گے، اور ثواب والے فرشتے بهشت والوں کو اپنے مقام پر پهنچائینگے، (مظهری).

حسن بصری نے کهاهےکه: جهنم کے اس پل کی نگرانی پرمقرر فرشتے ، جس آدمی کے هاتھ میں جنت میں جانے کا پروانہ هوگا، اس کوجانے دینگے، اور جس کے هاتھ میں یه اجازت نامہ نه هوتو اسے روک لینگے ، (مظهری).

(c) ketabton.com: The Digital Library

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا۝۲۲	سرکشوں اورشیریروں کےلیے ٹھکانہ ہے (22)

یعنی : دوزخ کی آگ سرکشوں اور باغیوں کے لیے ٹھکانہ ہے ، کہ ذلّت اور رسوائی کے ساتھ اس کی طرف جائیں گے، جی ہاں ! وہاں پر ان کو عذاب ہوگا اور ذلیل کئے جائیں گے "لِّلطَّاغِيْنَ " اس شخص کے لیے ہے جو خدا کے قانون کی مخالفت کرتاہے اور خدا کی حدود سے تجاوز کرتاہے ، اور دین کے اصولوں کا انکار کرتاہے ، "مأبًا" مرجع ، ٹھکانہ ، لوٹنے کی جگہ ، مأب ایسی جگہ ہے جو باغیوں اور انکار کرنے والوں کا ٹھکانہ ہے .

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا۝۲۳	ر ہینگے اس میں صدیاں

باغی اورسرکش لوگ اپنی بغاوت وسرکشی کے انجام سے بے خبر لاپرواہی سے آگے چلیں گے، وہ نہیں جانتے ہوں گے کہ دوزخ چند قدم آگے ان کے گھات میں ہے، جس میں صدیوں تک یہ لوگ رہینگے ، یہ چند دن کا قیام گاہ نہیں ہے، یہ اس وقت سے مطابقت رکھتاہے کہ اگرظالم عناصر کو دنیا میں رہنے دیاجائے تووہ اس میں اپنی سرکشی سے باز نہیں آئیں گے ، انہوں نے ہمیشہ سرکشی میں رہنے کا تہیہ کر رکھاہے، اب انہیں جہنم میں ہمیشہ رہناہے۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا۝۲۴	نہ چکھیں گے اس میں مزہ ٹھنڈک کا اور نہ پینے کو کچھ ملے (24)

یعنی : جہنم میں ٹھنڈا پانی نہیں چکھیں گے کہ آگ کی گرمی کو ہلکا کردے، ان کو پینے کی ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی کہ ان کی پیاس بجھ جائے، ان کی کھال جلے گی، اور پیاسے ہوں گے۔

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا۝۲۵	مگرگرم پانی اور بہتا پیپ

حمیم:گرم کھولتا ہوا گندہ پانی، پیپ اور جہنمیوں کے زخموں کا خون آلود پانی ہے، " حَمِيْمًا " اس کا مطلب وہ پانی جو اپنی گرمی کے عروج پرھو، حُمیٰ کا مطلب بخار ہے، اس لیے کہ بدن کی حرارت اپنی مقدار سے بڑھ جاتاہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور " غَسَّاقًا" کا لفظ اصل میں: پیپ ، گندگی، خون اور وہ تمام رطوبت ھے جو شدید عذاب اور اذیت کی وجہ سے آنکھوں اور جلد سے نکلتی ھے کے لیے بولا جاتا ہے۔

مفسرین نے لفظ " غَسَّاق" کے بارے میں مندرجہ ذیل تفاسیرپیش کی ھیں:

1-وہ بدبو دار اور بد مزہ مشروب جو دوزخیوں کے جسم کے پیپ سے نکلتاھے ۔
2-شراب یا بہت ٹھنڈا مشروب جو دانتوں کو توڑتا اور پیستا ھے۔
3-زیادہ ٹھنڈا اور بدمزہ اور بدبودار مشروب۔

جَزَآءً وِّفَاقًا﴿۲۶﴾	بدلہ ھے ان کا پورا پورا

یعنی : ان کا عذاب ان کے اعمال وکردار کے موافق و مناسبت سے ھوگا، جیسے کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے تو آگ سے بڑا عذاب بھی کوئی نھیں ، جیسے ان کے گناہ ویسے ھی اللہ تعالیٰ ان کے موافق ان کو عذاب چکھائیگا ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴿۲۷﴾	وھی تھے جو کسی حساب وکتاب کی توقع نھیں رکھتے تھے (2۷)

یہ وہ لوگ تھے جوکسی حساب وکتاب کی توقع نھیں رکھتےتھے، وہ قیامت کا انتظارنھیں کررھےتھے، اس پر ایمان نھیں تھا ان کا ، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ھونے کی تو بالکل بھی توقع نھیں کررھے تھے، وہ لوگ دنیا میں رہتے ھوئےقیامت میں اللہ تعالی کے حساب وکتاب سے نھیں ڈرتےتھے ، اللہ تعالی پر ایمان لاکر نیک عمل انجام نھیں دیتے تھے، ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جو کچھ اس دنیا میں ھے ہمارے مرنے کے بعد سب کچھ ختم ھوجائیگا ، حالانکہ رب تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا، بلکہ کم سے کم وہ کام جو اپنے بندوں کے ساتھ کرے گا وہ یہ ھے کہ ان کے اعمال کی سزا تک لازمی ان کو پہنچادے گا۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا﴿۲۸﴾	اور ھماری آیتوں کوسخت جھٹلاتے تھے (۲۸)

یعنی : وہ قرآنی آیات کو اور ان دلائل وبراھین کو جو اللہ تعالی نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں پرنازل کیےتھے انہیں شدت سے جھٹلاتے تھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا۟ۙ﴿۲۹﴾	هرچیزکو هم نےلکھ کر گن رکھا هے (۲۹)

یعنی : هرچیزکو هم نے لوح محفوظ میں گن گن کر لکھ رکھاهے، تاکه فرشتے اسے پهچانیں، یا اس سے مراد بندوں کے اعمال هیں جنهیں فرشتوں نے لکھا هے۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۟﴿۳۰﴾	اب چکھو هم نهیں بڑھائینگے تم پر مگر عذاب (30)

" فَذُوْقُوْا" سے کفار مخاطب هیں ، پس چھکو که هم تمهیں اس سے زیاده عذاب دیں گے ، جیسا که سوره غافر میں فرماتے هیں : وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴿۴۹﴾ ترجمہ: " اور (تمام)جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کردے۔"

مفسرین کہتے ہیں کہ : قرآن کریم میں اہل جہنم کے لیے اس سے سخت اور شدید آیت نہیں آئی، اس لیے کہ جب بھی عذاب سے خلاصی اور نجات کے لیے کسی کو پکاریں گے تو زیادہ سخت عذاب کا سامنا کریں گے ۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًاۙ﴿۳۱﴾	بیشک پرهیزگاروں کیلئے کامیابی هے (۳۱)

مفاز: مراد پانا، کامیابی اور دوزخ کی آگ سے نجات هے، یامرادگھومنے پھرنے کی جگه هے۔

ابن کثیر نے دوسرے معنی کو ترجیح دی هے، اس لیے که اس کے بعد رب تعالی فرماتے هیں:

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًاۙ﴿۳۲﴾	باغیچے اور انگور هیں (جوپھلدار اور ثمر آور هیں) (32)

«حدائق»ایسے گھنے اور ثمر آور باغات جن میں مختلف اور متنوع درخت ہوں ، یعنی ایسے باغیچے ہیں جو گھنے درخت والے اور انگور کے بیلیں ہیں ، اسی طرح جھکی ہوئی اور نزدیک شاخیں ہیں ، انگور کا ذکر دیگر پھلوں کے بنسبت بے شمار فوائد اور بہترین ذائقے کے باعث کیا ہے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا۝۳۳	اورجوان عورتیں ایک ہی عمر کی سب(33)

ایک ہی عمر کی نوجوان عورتیں اور نمایاں زنانہ حسن والی ان کے لیے مقرر ہیں ، "التسهيل" میں آیا ہے کہ : کواعب جو کاعب کی جمع ہے ، اس کا مطلب وہ لڑکی ہے جسکا زنانہ حسن بھرپور ہوں ، "أترابا" سن و سال اور حسن و جمال میں ایک جیسے ہیں ،"اتراب"جمع ہے ، اور اس کا مفرد"تِرْبٌ"ہے۔

وَّكَاْسًا دِهَاقًا۝۳۴	اور پیالے چھلکتے ہوئے لبریز(34)

جنت کے پاکیزہ شراب سے ، ان کے لیے تیار کیا گیا ہے جس میں نشہ نہیں ہے، سر درد نہیں کرتا اس کے پینے سے ، پینے والے کو بد مزاج نہیں بناتا ، اس کی عقل کو ختم نہیں کرتا ، اگرچہ یہ بہت لذت والی اور خوش گوار ہے۔

مفسرقرطبی کہتے ہیں کہ : "كَاْسًا" سے مراد شراب ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ان کے پاس چھلکتا ہوا بھرا جام ہے (قرطبی:181/19) " كَاْسًا"جام، قرآن کریم میں جب بھی لفظ "کأس"آیا، اس میں شراب ہوگا،" دِهَاقًا"چھلکتا ہوا لبریز ہے، اور یہ خدا کے فضل اور بخشش کا سبب ہے، نہ اتنا زیادہ کہ اس سے گر جائے، بلکہ پیاس کے مطابق جتنی ضرورت ہے اتنی شراب ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا۝۳۵	نہ سنیں گے وھاں بیھودہ اورجھوٹی باتیں (35)

یعنی جنت میں وہ بیکار جھوٹی اور فضول باتیں نہیں سنیں گے ، اس لیے جنت دارالسلام ہے ، اور جو کچھ اس میں ہے باطل اور عیب سے محفوظ ہے، جنت میں شراب پینے سے انسانوں کی عقل نہیں جاتی ، اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے اور سب اکھٹے بیٹھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دلوں سے غم اور بغض و حسد اور پریشانیاں دور کردیگا، اور جنت میں سب کے سب سلام پیش کرنےاور اچھے گفتگو اور اچھائی و نیکی اور مجالس سے محبت ہوگی، اور عزت و مٹھاس اچھی گفتگو ہوگی۔

جَزَاۗءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاۗءً حِسَابًا۝۳۶	نیک جزا ان کو تیرے رب کی طرف سے کفایت کرنے والی (36)

(c) ketabton.com: The Digital Library

"مِّنْ رَّبِّكَ" رب کی طرف سے، یہ الله تعالیٰ کے رحم و کرم کی دلیل ہے، یہ نیک جزاء اور اچھا بدلہ ان کے پروردگار نے ان کے اعمال کی وجہ سے تیار کیا ہے جو انہوں نے انجام دئیے ہیں ، اور نعیم مقیم سیدھے راستے سے وابستگی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہے، رب تعالیٰ نے ان کو بخشش دی ہے اور ان کو بہترین جگہ اور مقام عطا کیا ہے۔

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا۟ ﴿٣٧﴾	جورب ھے آسمان و زمین کا اور جوکچھ ان کے درمیاں ھے، بڑی رحمت ولا، قدرت نهیں رکھتا کوئی اس سے بات کرنے کی (37)
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ﴿﴾ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾	جس دن کھڑی هوگی روح اور فرشتے صف باندھ کر، اور بات نهیں کرسکے گا کوئی ، مگر جس کو اجازت دے رحمان ، اور وہ ٹھیک بات کھے گا (38)

حضرت ابن عباس رضی الله عنه فرماتے هیں: روح وه فرشته ھے جو اپنی پیدائش کے لحاظ سے سب سے بڑے فرشتوں میں شمار ہوتاھے۔

ابن مسعود رضی الله عنه فرماتے هیں: که روح زمین وآسمانوں سے بڑا فرشته ھے۔

نسفی کهتے هیں: که جمهور کا قول یه ھے که: وه جبرئیل علیه السلام ھے۔

ایک قول کے مطابق: روح خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ھے فرشته نهیں ھے۔

دوسرے قول کےمطابق : وه بنی آدم کی ارواح هیں جو صف باندھ کر کھڑی هوں گی، اورفرشتے دوسرے صف میں، یه عمل

اسرافیل علیه السلام کے دو پھونکوں کے درمیان ارواح کو جسد کی طرف لوٹائےجانے سے قبل وقوع پذیر هوگا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا۩٣٩	یه وهی سچادن هے ، پهر جوچاهے بنالے اپنے رب کے پاس ٹهکانه (39)

یوم جزا وہ دن ہے جس کا وعدہ سچا ، اس کا وقوع حق، اور اس کا وقت مقرر ہے،پھر ہر کوئی چاہے گا ایسا نیک عمل انجام دے جو خدا کے نزدیک اس کے لیے فائدہ مند ہو ، اور اس کو اللہ تعالیٰ سخت اور مشکل عذاب سے نجات دے ۔

« الْيَوْمُ الْحَقُّ» (1) حقیقت واضح ہوگی ، (2) انصاف ہوگا ، " فَمَنْ شَآءَ"تمام اعمال کا اختیار تمہارے پاس ہے قیامت سچ ہے اور ضرور آئے گی اب یہ کہ توبہ کریں اور پلٹ جائیں یا نہیں یہ تم پر منحصر ہے، " اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا"نیک عمل کے ساتھ اللہ کے پاس آؤ گے ،"مَاٰبًا" ایسی اچھی واپسی جو ایمان اور تقوی کے ساتھ ہو جس کے ذریعے نجات مل سکتی ہے۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَـنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۝٤٠	هم نے خبرسنادی تم کو ایک عذاب کی نزدیک آنیوالے ، جس دن آدمی دیکھ لیگا جو آگے بهیجا هے اس کے دونوں هاتهوں نے اور کهیگا کافر کاش میں مٹی هوتا (40)

ابن کثیر نَقل کرتے هیں که: الله تعالی چوپایوں کو بدلہ لینے کیلئے زنده کریگا، جب ایک دوسرےسے بدلہ لے لینگے تو دوباره ان کو مٹی میں تبدیل کردیا جائیگا ، یه وه وقت هوگا که کافربهی ان کی حالت کی سی تمنّا و آرزو کرینگے ، جیسا که آیت بالا میں مذکورهوا۔

کفار و مجرمین جس وقت قیامت کا منظر دیکھیں گے اور رب تعالی کی عدالت اور اپنی جزائے اعمال کا مشاهده کریں گے تو وه اپنے ان اعمال کے برعکس اعمال کی آرزو کریں گے اور اپنے اعمال پر افسوس وندامت کا اظهار کریں گے ، اور اس شدت حسرت میں کبهی کهیں گے : افسوس هماری حالت پرکه هم نے الله تعالی کی اطاعت میں کوتاهی کی تهی۔

اور کبهی کهیں گے : بار الها! همیں دنیا میں واپس بهیج دو تاکه هم نیک اعمال انجام دیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور کبھی کھیں گے: کاش ھم مٹی ھوتے کبھی بھی زندہ نہ ھوتے۔

اس بڑے دن میں نیک اور صالح لوگوں کا سب سے بھترین بدلہ یھی ہوگا کہ ان کے اعمال مجسم ان کے ساتھ ھونگے، جی ھاں : انسان اشرف مخلوقات ھے ، مگر کافر انسان گناھوں کی وجہ سے اس حالت تک پھنچ جاتا ھے کہ وہ یہ تمنا کریگا کہ کاش میں کسی بے روح اور کمتر درجے والی موجودات کی صف میں شامل ھوتا۔

دوزخ والوں کا المناک عذاب

آگ کا عذاب بھت سخت اور ھولناک ھے، جھنم کی آگ کا عذاب ایسا ھے کہ انسان اس سے نجات پانے کیلئے اپنا بھترین سرمایہ بطور فدیہ دینا چاھے گا: (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِہٖ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۝۹۱) (آل عمران : 91)۔

ترجمہ:(وہ لوگ جو کفر کرتے ھیں اور اسی کفر کی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ھیں، اگر زمین بھرسونا ھوتا ، جسے وہ فدیہ کے طور پر دے دیں،(اورخود کو چھڑالیں)تو ھرگز ان سے یہ فدیہ

قبول نھیں کیاجائیگا، ان کے لیے سخت عذاب ھے، اور کوئی مددگار نھیں ھے ان کے لیے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِيَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ۝ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝۳۶) (المائدۃ: 36)۔

بیشک جو لوگ کافرھوئے اگرھو ان کے پاس جو کچھ زمین وآسمان میں ھے اور اس کے برابر اوربھی ہو جو بدلہ میں دے دیں عذاب قیامت سے بچنے کیلئے ان سے قبول نھیں کیاجائیگا، اور ان کے واسطے دردناک عذاب ھے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سےروایت ھے کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«یُؤتیٰ بِأَنْعُمِ أَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ أَھْلِ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُصْبَغُ فی النَّارِ صَبْغَۃً ثُمَّ یُقَالُ: یَا ابْنَ آدَمَ ھَلْ رَأَیْتَ خَیْرًا قطُّ ھَلْ مَرَّ بِکَ نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لاَ وَاللہ یَا رَبّ » (صحیح مسلم بحوالہ مشکاۃ المصابیح : 3- 102)

(c) ketabton.com: The Digital Library

جهنميونميں سے ایک شخص کو لایا جائیگا، جسے دنیا میں بہت زیادہ نعمتیں دی گئی تھیں، اور اسے ایک لمحے کے لے جهنم میں غوطه دیاجائے گا ، اور پھر پوچھا جائے گااے ابن آدم ! کیا تم نے کھبی کوئی اچھی چیز دیکھی تھی (دنیا میں) کیا تمھیں کوئی نعمت ملی تھی ؟ وہ کھے گا نھیں الله کی قسم میرے رب (کبھی دنیا میں نعمت دیکھی ھی نھیں تھی)یه وہ مختصر سی حالت ھے جس کے مشاھدہ کے بعد کفار دنیا کی تمام لذتوں اورخوشیوں کوبھول جائیں گے، اور بخاری ومسلم میں انس رضی الله عنه سے روایت ھے که رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: (إنَّ اللهَ يَقُوْلُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَکَ مَافِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِه قَالَ: نَعَمْ : قَالَ : فَقَدْ سَأَلْتُکَ مَاهُوَ أَهْوَنُ مِنْ هذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لّا تُشْرِکَ بِی فَأَبَيْتَ إلاَّ الشِّرْکَ) بخاری كتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار ، (فتح الباری : 22- 416). (مشکاة المصابیح : 3- 102).

الله تعالى سب سے کم عذاب والے جهنمی سے پوچھے گا که زمین میں جو کچھ ھے اگر یه سب تیرے پاس ھوتا تو اسے توفدیه میں دیتا؟ وہ کھے گا ھاں ، رب تعالی فرمائے گا: اس سے کم کا میں نے تم سے کھا تھا، جب که تم اپنے باپ آدم علیه السّلام پشت میں تھے، میں نے چاھاکه تم میرے ساتھ کسی کو شریک نه کرو، لیکن تم نے میرے ساتھ شریک ٹھہرایا۔

آگ کی شدت اور خوف انسان کو جهنم کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے تمام دوستوں اور رشتوں کو قربان کرنے کیلئے تیار کرلیگا۔

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ۝ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ۝۱۱ (حالانکه) ایک دوسرے کوسامنے دیکھ رھے ھونگے، (اس روز) گنهگار خواھش کریگا که کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دیدے (یعنی) اپنے بیٹے) ۔

(وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ۝۱۲ اوراپنی بیوی اور اپنے بھائی۔

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــــٔـوِيْهِ۝۱۳) اور اپنا خاندان جس میں وہ رھتاتھا۔

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۝ ثُمَّ يُنْجِيْهِ۝۱۴ اورجتنے آدمی زمین میں ھیں (غرض) سب (کچھ دیدے) اور اپنے تئیں عذاب سےچھڑالے ۔

كَلَّا۝ اِنَّهَا لَظٰى۝۱۵ (لیکن) ایسا ھرگزنه ھوگا وہ بھڑکتی ھوئی آگ ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ۱۶ (کھال ادھیڑ دالنے والی) (سورۃ المعارج : 11-16).

ایک گنھگار شخص کی یہ خواھش ھوگی کہ وہ اس دن کے عذاب سے نجات کیلئے اپنے بیٹوں کو بدلہ میں دیدے: اسی طرح اپنی بیوی اور بھائی کوبھی، نیز اپنے رشتہ داروں اور قبیلہ اورخاندان کے لوگوں کو بھی فدیہ کےطوردیدے جنھوں نے اسے پناہ دی ، حتی کہ تمام لوگوں کو جو زمین میں رھتےتھے، (سب کوقربان کردے) اور اسے نجات مل جائے ھرگز نھیں: (یہ تمنّائیں اورخواھشیں کبھی بھی پوری نھیں کی جائیں گی ، اور کوئی فدیہ اورقربانی قبول نھیں کی جائیگی) .

یہ شعلوں سے بھری ھوئی آگ جھنم ھے، یہ جسم سے جلد کوچھیل دیتی ھے، اور اسے دور کردیتی ھے، جی ھاں ، یہ ھولناک اور پے درپے عذاب ان گنھگاروں کی زندگیوں کو ھمیشہ کے لیے اور بغیر کسی وقفہ کے تلخ اور بے سکوں وبے آرام بنادے گا.

چھ دن میں کائنات کی تخلیق

سب سے پھلے ھمیں یہ جاننا چاھئے کہ قرآن کریم کی آیات میں مذکور چھ دن میں کائنات کی تخلیق سے کیا مراد ھے؟یہ بحث قرآن کریم کی سات آیات میں آئی ھے، لیکن تین جگہ آسمان وزمین کے علاوہ (ومابینھما) کابھی اضافہ ھواھے، کہ حقیقت میں یہ پھلے جملے کی وضاحت ھے، اس لیے کہ یہ سب آسمان وزمین والے اس معنی میں شامل ھیں.

کیونکہ آسمان میں وہ تمام چیزیں شامل ھیں جوکہ بلندیوں میں ہیں، اور زمین میں اس کے مقابل میں نچلی والی اشیاء شامل ہیں .

لفظ «یوم» کے مفھوم پرجب ھم غور کرتے ھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک وسیع مفھوم رکھتاھے، دیگر زبانوں میں اس کے متبادل جو لفظ آتے ھیں، وہ تو معلوم ھیں (کہ اس کا معنی دن یا دن رات کا کیاجاتاھے) مگر اکثر اس کا استعمال ایک دور کے لیے ھوتاھے چاھے یہ دور ایک سال کاھو یا ایک صدی کا، یا ھزاروں لاکھوں سال کا ، قرآن مجید سے یہ بات ثابت ھے کہ لفظ یوم اور ایام صرف دن رات کے لیے اسعمال نھیں ھوتے ، مثلاً قیامت کے لیے لفظ "یوم القیامۃ" آیاھے ، حالانکہ یہ تو ھم جانتے ھیں کہ قیامت ایک طویل مدت ھوگی ، مگر اسے یوم القیامۃ،قیامت کا دن کھاگیاھے، جبکہ قرآن سے ھی ثابت ھے کہ روز قیامت جھاں اعمال کا حساب کتاب ھوگا وہ پچاس

(c) ketabton.com: The Digital Library

هزارسال طویل دن هوگا، لغت میں بهی کبهی لفظ یوم سورج کے طلوع وغروب کے درمیان کے دورانیہ کو کها گیاهے، اور زمانے کو بهی کہاگیاهے چاهے اس کی مدت کتنی بهی هو۔

اس لیے الله تعالی نے زمین وآسمان کو لگاتار چھ ادوار میں تخلیق کیا، حالانکه یه ادوار لاکهوں یا اربوں سال پر محیط تهی، سوره دخان کی آیت (9-12) کے مطابق یه چھ ادوار درج ذیل هیں۔

1-وه دن جب پوری کائنات گیس کے ایک بڑے گولے کی شکل میں تهی جوگردش کرتی هوئی اپنے مدار سے خود کبهی الگ هوئی اور دیگر کروں کو بهی تشکیل دیدیا۔
2-یه کرے رفتہ رفتہ مائع چیزکی شکل اورچمکدار یا ٹهنڈی اور رهنے کے قابل بنتے گئے ۔
3-ایک اور دور میں نظام شمسی تشکیل پاگیا، اور زمین سورج سے الگ هوگئی۔
4-دوسرے دور میں زمین ٹهنڈی اور زندگی کیلئے تیار هوگئی ۔
5-اس کے بعد زمین میں گهاس اور درخت نمودار هوگئے ۔
6-آخرکار کہ جب زمین پر حیوان اور انسان نمودار هوگئے ۔

البتہ سوال یه ہے که الله تعالی نے اس دنیاکو ایک لمحے میں کیوں نهیں بنایا، اس کے باجود که اپنی بے انتها قدرت کے ساتھ زمین وآسمان کو ایک لمحے میں بنا سکتاتها، پهر کیوں ان دونوں کو طویل ادوار میں بنایا؟ ایک اہم نکتہ اس سوال کے جواب میں یہ ہے کہ اگرتخلیق اس دنیا کی ایک لمحے میں هوتی تو خالق کی عظمت وعلم وقدرت کی حکایت پر کم دلالت کرتی، لیکن جب مختلف مرحلوں میں ، اور طرح طرح کی چیزوں اور انسانی چہروں اور حیوانات کی شکلوں کو با قاعده اور حسابی منصوبوں کے مطابق انجام دیا تو یه بهت واضح اور روشن دلیل هوگی خالق کے پهچاننے کی ۔

مثلا اگر انسان کا نطفه ایک لمحے میں ایک مکمل نوزائد ه بچه بن جاتاهے، تو یه خلقت عظمت کو اس حدتک نمایاں نهیں کرسکتی جیسا هونا چاهیئے تها، لیکن جب نو (9) مهینے میں هردن ایک مرحلے اور هرمهینه مختلف اشکال میں ظاهر هوتاجاتاهے تو یه جتنے مراحل سے گذرتاهے اسی حساب سے خالق کی تخلیق کے عظیم اور تازه نشانیاں نمایاں کرتا رهتاهے.در اصل اس دنیا کی تخلیق مرحله وار هوئی هے، یه مرحله وار قانون عقلی وطبیعی قانون کے قدم به قدم مطابق اور یکساں هے، اور عقلاء نے بهی اس قانون کو قبول

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور پسند کیاھے، البتہ اس بحث اور تحقیق کے دروازے اب بھی کھلے ہیں، اس کے متعلق تحقیق کے دروازے بند نہیں ہوئے ۔

به هرصورت دنیاکی تخلیق اور فطرت کو طبیعی قانون کے ساتھ یکساں ھونا چاہیے، اگرچه خدا تعالی کی قدرت و اراده "کن فیکون" کا ھے، ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ھے، یه که رب تعالی بھی "کن فیکون " رھے ، اور دنیاکی تخلیق بھی طبیعی وعقلی قانون کے ساتھ قدم بقدم مطابق اوریکساں رھے۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library